سُوۡرَةُ الاٴنۡعَام کی تفسیر

Lesson 7: Al-An'aam (Ayaat 111 - 127): Day 23

سبق کا خلاصہ؛

آج کے سبق کا عنوان ہے۔ 'جس کو نہیں ماننا وہ نہیں مانے گا جتنے مرضی دلائل دے لو۔'

پچھلے سبق کی آخری آیت میں اللہ سبحان تعالیٰ نے فرمایا؛ سورۃ الانعام، آیت 110:

وَنُقَلِّبُ اَفۡـِٕدَتَهُمۡ وَاَبۡصَارَهُمۡ كَمَا لَمۡ يُؤۡمِنُوۡا بِهٖۤ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّنَذَرُهُمۡ فِىۡ طُغۡيَانِهِمۡ يَعۡمَهُوۡنَ ﴿۱۱۰﴾

اور ہم ان کے دلوں اور آنکھوں کو الٹ دیں گے (تو) جیسے یہ اس (قرآن) پر پہلی دفعہ ایمان نہیں لائے (ویسے پھر نہ لائیں گے) اور ان کو چھوڑ دیں گے کہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں ﴿۱۱۰﴾

یعنی جو اللہ کی طرف نہیں آنا چاہتے تو اللہ اُن کے دِل سے یہ چاہت ختم کر دیتا ہے۔ اُن کو دنیا داری میں مصروف کر دیتا ہے۔ اُن سے توفیق چھن جاتی ہے۔ اس آیت میں اللہ کا انتقام چھپا ہوا ہے۔ یعنی موقع ملا تھا لیکن جب اُن کو ہدایت کی طلب نہیں تھی تو اللہ نے اُن کو محروم کر دیا۔

پارے کا پہلا سبق پارے کا مرکزی سبق ہوتا ہے۔ آگے اللہ کے دلائل نظر آ رہے ہیں۔

وَلَوۡ اَنَّنَا نَزَّلۡنَاۤ اِلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةَ وَكَلَّمَهُمُ الۡمَوۡتٰى وَحَشَرۡنَا عَلَيۡهِمۡ كُلَّ شَىۡءٍ قُبُلًا مَّا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡۤا اِلَّاۤ اَنۡ يَّشَآءَ اللّٰهُ وَلٰـكِنَّ اَكۡثَرَهُمۡ يَجۡهَلُوۡنَ ﴿۱۱۱﴾

اور اگر ہم ان پر فرشتے بھی اتار دیتے اور مردے بھی ان سے گفتگو کرنے لگتے اور ہم سب چیزوں کو ان کے سامنے لا موجود بھی کر دیتے تو بھی یہ ایمان لانے والے نہ تھے اِلّا ماشاٗاللہ بات یہ ہے کہ یہ اکثر نادان ہیں ﴿۱۱۱﴾

آیت 110 اس کے ساتھ جُڑی ہوئی ہے۔یعنی جن کو ایمان لانے کا موقع ملا تھا لیکن اپنے تکبر اور ضدّ کی وجہ سے وہ ایمان نہیں لائے۔ اگر ایسے لوگوں کو معجزے دِکھائے جائیں۔ فرشتے اِن سے آکر باتیں کریں۔ اِن کے باپ دادا جو وفات پاگئے ہیں چاہے وہ بھی آکر اِن سے باتیں کریں۔ چاہے وہ مُردے بھی اِن کو بتائیں کہ قبر میں تو پہلا سوال ہی یہ ہو گا۔ اب مان جاوٗ۔ یعنی سب کچھ اِن کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ یعنی جتنے بھی یہ مطالبے کر رہے ہیں اگر وہ سب پورے کر دیئے جائیں۔ پھر بھی یہ ایمان نہیں لائینگے۔

اللہ تو یہی چاہتا ہے کہ یہ راہِ راست پر آجائیں۔ اللہ کی چاہت مشروط ہے۔ بندہ چاہے گا تو اللہ اُس کے لئے ممکن کر دے گا۔ بندہ کوشش کرے گا تو اللہ اُس کے لئے آسانیاں کر دے گا۔ دو چاہتیں مشروط ہیں۔

مثال: ماچس کی ڈبیا، جب تیلی ماچس کی ڈبی سے رگڑیں گے پھر آگ جلے گی۔

بندہ چاہے اور اللہ نہ چاہے تو وہ چیز ہر گز نہیں ملے گی۔ اگر بندہ چاہے اور اللہ بھی چاہے تو پھر وہ نعمت ملے گی۔

تقدیر یہی ہے۔ اللہ اور بندے کے اِرادوں کا ملنا۔ بندے اور رَبّ کی چاہت ایک ہو تو پھر کام ہو گا۔

ایک دفعہ اللہ کے نبیؐ نے علیؓ سے پوچھا تہجد پڑھی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اگر اللہ چاہتا تو جگا دیتا۔ آپؐ کو غصّہ آ گیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ ایک پاؤں اُٹھاؤ۔ انہوں نے اُٹھا دیا۔ آپ نے فرمایا کہ اب دوسرا اُٹھاؤ۔ تو وہ نہ اُٹھا سکے۔ آپؐ نے فرمایا کہ یہی تقدیر ہے کہ جو کام اور جتنا تم کر سکتے ہو۔ اُتنا ضرور کرو۔ باقی اللہ پر چھوڑ دو۔

ہدایت کا فیصلہ زندگی کا سب سے بڑا فیصلہ ہے۔ کچھ فیصلے اللہ نے ہمارے لئے کئے ہوتے ہیں۔ کچھ ہم نے خود کرنے ہوتے ہیں۔

کوئی علم سیکھا یا نہیں، بچے ہیں یا نہیں، شادی ہوئی یا نہیں۔ یہ سب اِس دنیا کی باتیں ہیں۔ کچھ سال ہم یہاں رہینگے اور پھر یہاں سے چلے جائینگے۔ کچھ لوگ بڑے گھر چاہتے ہیں۔ کچھ رشتے کے لئے پریشان ہیں۔ لیکن ہدایت کے لئے پریشان نہیں ہیں۔

اللہ کے دین کا علم سیکھیں گے تو دُنیا اور آخرت کی کامیابیاں ملیں گیں۔ فرشتے دعائیں کرینگے۔ دریاؤں کی مچھلیاں اور پرندے تک ہمارے لئے دعائیں کرتے ہیں۔

لیکن اگر اللہ کے احکامات اور دین سے دور بھاگتے ہیں تو اللہ کو کیا پرواہ ہے؟ اللہ کے پاس بہت لوگ ہیں اُس کے دین کا کام کرنے والے۔ اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔ وہ ہم سے بہتر لوگ سامنے لے آئے گا۔

اگر کوئی ہدایت کے سفر سے دُور چلا گیا تو اصل نقصان یہ ہے۔ جو دین پر چلتے چلتے دین کو چھوڑ گیا، ایسے شخص کے لئے جتنا بھی افسوس کیا جائے کم ہے۔

قُبُلًا : یعنی بالکل سامنے۔ آمنے سامنے۔یعنی اس قابل ہے کہ سب کا سامنا کر سکے۔ مقابل۔

دوسرا قبیل کی جمع،یعنی قبیلے بھی ان کے سامنے آجائیں تو یہ نہیں مانیں گے۔

یَجْهَلُوْنَ : ج ہ ل: جہالت۔ڈکشنری میں اس کے معنی' ما قبل الاسلام فهو الجاهليه' اسلام سے پہلا دور جاہلیت کا دور تھا۔

یعنی کسی نے اسلام قبول کیا تو اُس کا پہلا دَور جاہلیت کا دور تھا۔یا پھر کہ ہم سب مسلمان ہیں لیکن شعوری اسلام سے پہلے ہم کچھ جاہلیت کے کام کرتے تھے۔اب علم اور شعور ملا ہے تو وہ جاہلیت آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔الحمد للہ۔

جہالت کی تین اقسام ہیں۔

1) بالکل علم سے خالی ہونا۔گاڑی چلانی نہیں آتی۔اَن پڑھ۔یہ عام قسم کی جہالت۔کوئی علم ہی نہیں سیکھا۔

2) کسی چیز کے بارے میں غلط اعتقاد رکھنا۔غلط سوچیں۔یعنی علم تو ہے لیکن آپؐ کی سنّت پر عمل نہ کرے۔علم تو سیکھا ہے لیکن اللہ کے بارے میں یا نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بارے میں غلط عقائد ہیں۔ علم سیکھ لیا لیکن عقیدہ غلط ہو گیا۔

3) کسی کام کو انجام دینے کا حق اَدا نہ کرنا۔مثلاً اگر کچھ زبانی یاد کرنا تھا لیکن یاد تو کیا لیکن دو آیات چھوڑ دیں۔یعنی کام پورا نہ کیا۔علم بھی ہے،عقیدہ بھی ٹھیک ہے لیکن کام کو مکمل حسن اور خوبی سے نہیں کرتے۔

اَب عام انسانوں میں کوئی نہ کوئی جاہلیت ہوتی ہے۔ بعض لوگوں کے پاس علم ہے۔ عقیدہ بھی ٹھیک ہے لیکن کام اچھی طرح انجام نہیں دیتے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ میں کہاں ہوں؟

- پہلی قسم ہے کہ ایک بندے کو تو کچھ پتا ہی نہیں۔
- دوسری قسم یہ ہے، لیکن یہ بات زیادہ مشکل ہے کہ وہ سمجھتے ہیں کہ انہیں سب پتا ہے۔ وہ کچھ سیکھنے کی کوشش ہی نہیں کرتے۔

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ۭ وَلَوْ شَاۗءَ رَبُّكَ مَا فَعَلُوْهُ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ ﴿١١٢﴾

اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا وہ دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں ڈالتے رہتے تھے اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو اور جو کچھ یہ افتراء کرتے ہیں اسے چھوڑ دو﴿١١٢﴾

یعنی انسانوں اور جنوں میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو نبیوںؑ کے دُشمن ہیں۔ ہدایت کے اس سفر سے روکنے والے صرف انسان ہی نہیں جن بھی ہوتے ہیں۔ جو لوگوں کو ایمان لانے سے روکتے ہیں۔ لوگوں کو چاہیئے تھا کہ نبیوںؑ کی مدد کرتے لیکن شیاطین نبیوںؑ کے خلاف کام کرتے ہیں۔ یہ آزمائش ہے۔

مثال جیسے ایک حزبِ اقتدار اور ایک حزبِ اختلاف ہے۔ وہ گورنمنٹ کے ساتھ اختلاف کرتے ہیں۔ وہ پالیسیوں پر تنقید کرتے ہیں۔

اختلاف بندے کی صلاحیتوں کو اُبھار دیتا ہے۔ تو جب اللہ نے نبیؑ بھیجے تو ساتھ شیاطین بھی بھیجے، نبیوںؑ کی مدد کرنے والے انسان اور جن ہیں تو اختلاف کرنے والے بھی ہیں۔ لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے والے لوگ بھی ہیں اور برائی کی طرف بلانے والے بھی ہیں۔ یہی اصل آزمائش ہے۔ کہ حق اور باطل کی جنگ جاری ہے۔ انسان کو اپنی فطرت کے مطابق حق قبول کرنا چاہیئے۔ لیکن وہ آزمایا جارہا ہے۔ اگر وہ حق قبول کرتا ہے، نیکی کے راستے پر چلتا ہے تو کامیاب ہے۔ اگر وہ بُرائی کا ساتھ دے گا تو شیطان کے ساتھ انجام ہو گا۔

یہ نہیں ہو سکتا کہ سڑک خالی ہو اور اپنی مرضی سے جتنی مرضی تیز چلائیں۔

نیکی کے راستے میں 'سبیل الجنّۃ' کی طرف جاتے ہوئے مشکلات تو آئیں گی۔ اس لئے اپنے نفس کی اصلاح کرنی پڑتی ہے۔

دین کے راستے میں مخالفتیں ہمیں جوش اور جذبے دیتی ہیں۔ دین کے علم سے استقامت ملتی ہے۔ یہ ہمیں حق پر جما دیتی ہیں۔ اسی طرح کھرے اور کھوٹے کی تمیز ہوتی ہے۔ کون صرف باتیں کرنے والا ہے اور کون عمل کرنے والا ہے؟

جہاز ہمیشہ ہوا کے مخالف سمت میں چلتا ہے۔ دوسروں کو دین پر عمل کرتے دیکھ کر حوصلے جوان ہو ہو جاتے ہیں۔

جو جتنی قربانیاں دے گا اُتنی ہی کامیابیاں ملیں گیں۔ انسان برائی کو چھوڑ دیتا ہے۔ حق پر جم جاتا ہے۔

شیطان کا طریقۂ کار یہ ہے کہ وہ انسان کے دل میں وسوسے ڈال دیتا ہے۔ انسان کو ڈراتا ہے۔

زُخرُف: بہت خوبصورت لفظ ہے۔ بناؤ سنگھار۔ کسی چیز کا کمالِ حسن۔ کسی چیز کو بہت خوبصورت کر کے دِکھانا۔ جھوٹ بنا کر پیش کی گئی چیز۔ ملمع شدہ زیور۔ سونے کو گھس کر پالش کر کے چمکایا جاتا ہے۔ پیتل کو صرف سونے کے پانی میں ڈبو کر نکال دیا جاتا ہے تاکہ چمکتا نظر آئے۔

جو لوگ قربانی دیتے ہیں۔ وہ انشاءاللہ بلالؓ اور بی بی سمعیہؓ کی طرح کامیاب ہوتے ہیں۔ ورنہ نقلی چمک تو تھوڑی دیر کی ہی ہوتی ہے۔

انبیاء کرامؑ کی زندگی پر غور کر لیں۔ مشکلات کا سامنا کرتے رہیں۔ ورنہ ظاہری حسن اور مال تو ختم ہو جانے والی چیزیں ہیں۔

زُخرُف: یہی ہے کہ لوگ آپ کو ڈراتے رہتے ہیں۔ کہ معاشرے میں کیسے گزارہ کرو گے؟ لڑکیوں کی شادی بھی کرنی ہے۔ نوکری چھوڑ دی تو گزارہ کیسے کرو گے؟ پڑھائی نہ کی تو کامیاب کیسے ہو گے؟

لوگ بہت پرائیوٹ فیسیں دے کر بچوں کو ڈاکٹر یا ڈینٹیسٹ بناتے ہیں۔ آپ کو اُن بچوں کی کہانی تو یاد ہو گی کہ والدین اپنے بچوں کو پیسے دے کر بھیجتے تھے کہ جاؤ امام بخاریؒ اور امام مسلمؒ سے علم حاصل کرو۔ علم حاصل ضرور کریں لیکن صرف دنیاوی علم نہیں، دین کا علم بھی حاصل کریں۔

ہمارے بچے بہت ذہین ہیں۔ ان کی صلاحیتیں کو استعمال کریں۔ دنیا میں کامیابی کے لئے آخرت کو نہ بھولیں۔

پوری سوسائٹی میں دنیاوی تعلیم کو ہی کامیابی سمجھا جاتا ہے۔ یہی زُخۡرُفَ : ہے۔ آج کا تعلیمی نظام زُخۡرُفَ : ہی ہے۔

زُخۡرُفَ : کی مثالیں؛ ڈارون نے ایک تھیوری پیش کی کہ انسان پہلے بندر تھا پھر انسان بنا۔ ڈارون خود عیسائی پادری تھا لیکن پھر ایتھیسٹ ہو کر مرا تھا۔ لیکن اللہ سبحان و تعالیٰ نے سورۃ ذاریات میں بتا دیا کہ انسان کو عبادت کے لئے بنایا گیا ہے۔ اگر ہم دین پر عمل کرنے والے ہوتے تو ہمارے نظریات بھی یہی ہوتے کہ بچوں کو پہلے عبادت اور آخرت کی فکر دیں۔

ایک دفعہ انسان جانور کی اولاد بن جاؤ۔ پھر آگے انسان کو ننگا کر دیا گیا۔ کہ کپڑوں میں انسان گناہ کرتا ہے اس لئے ان کی ضرورت نہ رہی۔ بے حیائی عام ہو گئی۔ پھر والدین کو کئیر ہوم پہنچا دیا گیا۔ کہ جانور بھی والدین کو چھوڑ جاتے ہیں کہ تم بھی جوان ہو کر گھر چھوڑ جاؤ۔

1949 میں یہ پول کُھل گیا کہ ڈارون کی تھیوری غلط ہے۔

ہم یہ سمجھ لیں کہ انسان کا مقصدِ حیات یہی ہے کہ اللہ کی عبادت کریں۔ انسان کو بے مقصد پیدا نہیں کیا گیا۔ ہم سب کو اللہ کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

آج ہم ' زُخۡرُفَ الۡقَوۡلِ غُرُوۡرًا ؕ ' کی سوسائٹی میں رہتے ہیں۔ کون پیپسی پیتا؟ کالا پانی جس سے جلن ہوتی ہے جس میں مصنوعی چیزیں استعمال کی گئی ہیں۔ کون سگریٹ پیتا ہے؟ جس میں پیسہ اور صحت ضائع کرے؟ آج لوگوں کو ماڈل اور اداکاروں کے ذریعے یہ چیزیں گلیمر کا حصّہ دکھائی گئیں۔ تو انسان اُسی طرف چل پڑے۔

آج اسلام خوبصورت طریقے سے ہماری نسل میں متعارف ہو رہا ہے۔ دلیل سے بات اُن کی سمجھ میں آرہی ہیں۔ بچوں کو کھجور اور چاکلیٹ دکھا کر دلیل دے کر سمجھائیں۔ ایک سچے مومن کی زندگی بہت پُر سکون ہے۔ سود اور حرام چیزوں سے محفوظ ہے۔

نورالقرآن ویب سائٹ سے اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کا اس موضوع پر لیکچر سُنیں۔

'۔ اور اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے۔۔' یہ سب اس لئے ہو رہا ہے کہ اللہ نے ان کو چھٹی دی ہوئی ہے۔ اللہ نے ایمان والوں کے لئے آزمائش رکھی ہے۔ سورۃ یٰسین مین بھی ایک بندے کو ذِکر آتا ہے۔ جس کو عوام نے مار دیا۔ لیکن وہ اپنی قوم کا خیر خواہ تھا وہ کہتا ہے کہ کاش میری قوم کو یہ بات سمجھ آجائے۔ آج اگر اللہ کی کتاب قرآن اور سنّت کو پڑھ اور سمجھ کر اللہ کے گھر جائینگے تو پھر ہی اصل مزہ آتا ہے۔

اللہ سے دعا کریں کہ اللہ ہمیں دین کی سمجھ عطا کرے۔ آمین۔

رہ گئے وہ لوگ جو اللہ کے دین میں روڑے اٹکاتے ہیں۔ دوسروں کو بھٹکا دیتے ہیں۔ اُن کو چھوڑ دیں۔ یہ دین کے داعی کے لئے نصیحت ہے۔ تم دین کے لئے اپنا کام کرتے رہو۔ جس کے دِل میں اور فطرت میں نیکی ہے وہ سچ کی طرف ضرور آئے گا۔ انشاءاللہ۔